© rasailojaraid.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ﴾

جوش ملیح آبادی (ت:۱۹۸۲ء)

اے فنا انجام انسان کب تجھے ہوش آئے گا
اس تمرد کی روش سے بھی کبھی شرمائے گا
سبز گہرے رنگ کی بیلیں چڑھی ہیں جابجا
پھل وہ شاخوں پر لگے ہیں دلفریب وخوشنما
یہ سحر کا حسن ، یہ سیارگاں اور یہ فضا
یہ بیاباں، یہ کھلے میدان، یہ ٹھنڈی ہوا
پھول میں خوشبو بھری، جنگل کی بوٹی میں دوا
آگ سے شعلہ نکالا، ابر سے آبِ صفا
خلد میں حوریں تری مشتاق ہیں، آنکھیں اٹھا
جن وانساں میں کسی نے بھی نہیں جن کو چھوا
ہر نفس طوفان ہے، ہر سانس ہے اک زلزلہ
مضطرب ہر چیز ہے، جنبش میں ہیں ارض وسما
اپنے مرکز سے نہ چل منہ پھیر کر بہر خدا
یاد ہے وہ دور بھی تجھ کو کہ جب تو خاک تھا
صبح کے شفاف تاروں سے برستی ہے ضیا
چودھویں کے چاند سے بہتا ہے دریا نور کا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا

انتخاب: ابو محمد

تیرگی میں ٹھوکریں آخر کہاں تک کھائے گا؟
کیا کرے گا سامنے سے جب حجاب اٹھ جائے گا؟
نرم شاخیں جھومتی ہیں، رقص کرتی ہے صبا
جن کا ہر ریشہ ہے قند و شہد میں ڈوبا ہوا
یہ معطر باغ، یہ سبزہ، یہ کلیاں دل ربا
سوچ تو کیا کیا' کیا ہے تجھ کو قدرت نے عطا
بحر سے موتی نکالے صاف، روشن ، خوش نما
کس سے ہوسکتا ہے اس کی بخششوں کا حق ادا
نیچی نظریں جن کا زیور، جن کی آرائش حیا
جن کی باتیں عطر میں ڈوبی ہوئی، جیسے صبا
موت کی جانب رواں ہے زندگی کا قافلہ
ان میں قائم ہے تو تیرے رب کے چہرے کی ضیا
بھولتا ہے کوئی اپنی انتہا اور ابتدا؟
کس نے اپنی سانس سے تجھ کو منور کر دیا
شام کو رنگِ شفق کرتا ہے اک محشر بپا
جھوم کر برسات میں اٹھتی ہے متوالی گھٹا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا

© rasailojaraid.com